امام خمینیؒ کی زندگی کے آخری دنوں کی یادیں

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی تاریخ ساز شخصیت کا تعلق فقط ایرانی عوام سے نہیں ہے بلکہ دنیا کے تمام مسلمان اور کمزور وپسماندہ عوام انہیں آج بھی اپنا قائد ورہنما سمجھتے ہیں اور ان کے ارشادات کو مشعل ہدایت کا درجہ دیتے ہیں۔ ان حقیقتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے امام خمینیؒ کے قریبی خدمت گزاروں کی مدد سے ان کی سادہ ودرس آموز زندگی کی آخری یادوں کا اجمالی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسل اس سے سبق حصل کر سکے۔

چونکہ امام خمینیؒ کا تعلق پوری امت اسلامیہ سے تھا اور عصر حاضر کی اس تاریخی شخصیت کی ہدایت اور رہنمائیاں بھی تمام مسلمانوں کے لئے تھیں لہٰذا اسلامی تعلیمات پر عقیدہ وایمان رکھنے والے تمام لوگوں کو ان کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگوں کو ان کی براہ راست خدمت گزاری کا شرف وافتخار حاصل رہا ہے اور ان لوگوں نے ان کی روز مرہ کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے اور ان کی راہ وروش اور طرز معاشرت سے بخوبی واقف ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کی سیرت ہم لوگوں کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے اور امام خمینیؒ نے اپنی نقل وحرکت اور طرز زندگی کے ذریعہ عصر حاضر میں ان سیرتوں کو دوبارہ زندہ کردیا یہی وجہ ہے کہ موجودہ مادیت زدہ ومشینی نظام کے دور میں دنیا کے ہر گوشے میں اسلام کا بول بالا دکھائی دیتا ہے۔

امام خمینیؒ کے قریبی خادم الحاج عیسیٰ سے جب امام خمینیؒ کے معمول حیات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اشک آلود نگاہوں کو پاک کرتے ہوئے کہا کہ امام خمینیؒ قرآن اور دعا کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اپنی زندگی کے آخری لمحات کے دوران بھی وہ ذکر الٰہی سے قطعی غافل نہیں ہوئے اور عام لوگوں کی خدمت میں اس قدر محو رہتے تھے کہ اپنے آرام کا کبھی کوئی خیال نہیں کیا۔ الحاج عیسیٰ نے بتایا کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بھی وہ تلاوت قرآن اور ملک کی رپورٹوں کے مطالعے وتجزیے میں مشغول رہا کرتے تھے۔ انہوں نے مزید ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ہفتہ کی صبح کو دیکھا تو مجھے ایسا لگا کہ پہلے کے مقابلے میں اب انکی حالت بہتر ہے۔ یہ ان کی زندگی کا آخری دن تھا۔ میں قدرے ان کے قریب گیا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے آنکھ کھولی اور اشارہ سے مجھ سے کہا۔ ''میرے پوتے علی کو میرے قریب لاؤ تاکہ میں اس کو بوسہ دوں'' اس طرح

امام نے آخری وقت میں اپنے پوتے کو الوداع کہا۔

اپنے گھر میں ان کی زندگی کی آخری رات تھی اور انہیں اسپتال لے جانے کی تیاری کی جارہی تھی۔ میں ایک ڈاکٹر کے ہمراہ ان کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ ان کی شریک حیات انہیں دیکھنے کے لئے آرہی تھیں۔ جیسے ہی وہ سیڑھی کے قریب آئیں امام خمینیؒ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''محترمہ! خدا حافظ، آپ زحمت نہ کیجئے'' وہ بظاہر متوجہ نہ ہوئیں تو امام نے دوبارہ کہا'' ارے! آپ زحمت نہ اٹھائیں، خدا حافظ'' اور تیسری مرتبہ امام خمینیؒ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا'' بیگم صاحبہ! خداحافظ! وہ ہمیشہ اپنی بیوی سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ گفتگو کرتے تھے یعنی عوام ہوں یا خواص وہ ہر آدمی سے بہت مودبانہ انداز میں گفتگو کرتے تھے۔

ان کے دوسرے مخصوص خدمت گزار سلیمان صاحب نے بتایا کہ وہ جب کبھی ہم لوگوں سے کوئی کام لینا چاہتے تھے تو نہایت محبت اور معذرت خواہی کے ساتھ ہم کلام ہوتے تھے اور بارہا ہم لوگوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو تم لوگ زیادہ پریشان مت ہو۔ اپنی وفات سے ایک روز قبل جمعہ کی رات میں میں راست دس بجے سے صبح ۵ ربجے تک ان کی خدمت میں تھا۔ وہ رات میں کئی بار بیدار ہوئے اور پانی طلب کیا۔ میں نے ہر بار پھولوں کا رس دینا چاہا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا اور ہر بار سادہ پانی نوش کرتے رہے۔ اس وقفہ میں انہوں نے کئی مرتبہ وقت پوچھا اور بار بار یہ کہتے رہے'' دیکھو خیال رکھنا، ایسا نہ ہو کہ دن نکل آئے اور میری نماز قضا ہوجائے۔ مختصر یہ کہ وہ ہم لوگوں سے بڑی معذرت خواہی کے ساتھ کام کو کہا کرتے تھے۔

سلیمان صاحب نے مزید فرمایا کہ آپریشن سے دو ہفتہ قبل رات کے وقت ان پر دل کا دورہ پڑا۔ میں دو ڈاکٹر اور دو نرسوں کے ساتھ انکی خدمت میں مشغول ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے طبی معائنہ کا سلسلہ شروع کردیا۔ ڈاکٹر انکا بلڈ پریشر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا'' ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے اور اب میری زندگی کی انتہا کا وقت آگیا ہے'' میں نے کہا نہیں آقا! ایسی بات نہ کیجئے انشاء اللہ ابھی آپ بہت دنوں تک زندہ رہیں گے۔'' ان کے منہ سے یہ جملہ سننے کے بعد ہم لوگ بے حد پریشان ہوگئے تھے کہ اسی دوران انہوں نے پھر کہا'' اب میرا آخری وقت آگیا ہے'' جب ہم لوگ واپس آگئے تو دونوں نرس پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں دلاسہ دینا شروع کیا کہ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ وہ بالکل ٹھیک ہیں حقیقت یہ تھی کہ امام خمینیؒ نے اپنی زبان سے پہلی مرتبہ یہ باتیں

کہی تھیں۔ گویا وہ ہم لوگوں کو اپنی وفات کی خبر سننے کے لئے آمادہ کررہے تھے۔

جس دن انہیں طبی معائنہ کے لئے اسپتال لے جارہے تھے تو گھر کے اندر لگے ہوئے شہتوت کے درخت کے قریب پہنچنے کے بعد انہوں نے پھر یہ جملہ دہرایا۔ ''اب آخری وقت آگیا ہے''۔

دوسرے خدمت گزار آقای رحیمیان نے بتایا کہ میں ہر صبح دفتری کام کاج کی رپورٹ دینے کے لئے خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ رپورٹ دیکھنے کے بعد وہ کچھ سوالات کیا کرتے تھے اور میں ان سوالوں کا جواب دینے کے بعد دفتر کے کام میں لگ جایا کرتا تھااور اپنی اخباری اطلاعات اور اہم خطوط کے مطالعے میں مصروف ہوجایا کرتا تھااور وہ بھی اس اخباری اطلاعات اوراہم خطوط کے مطالعہ میں مصروف ہوجاتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں یعنی اسپتال داخل ہونے سے پہلے مجھے انکی مزاجی کیفیات میں غیر معمولی تبدیلی نظر آئی۔

آپریشن سے دوروز قبل انہوں نے مطالعہ کرنا بند کردیا تھا اور ان کے چہرے پر گہری فکر کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ میں ان کے فکر انگیز چہرے کی منظر کشی نہیں کرسکتا کیونکہ اس حقیقت کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ ایک طولانی سفر درپیش ہے اور وہ سفر پر روانہ ہونے سے اپنے گھر والوں اورعزیزوں کے سلسلے میں متفکر ہیں کیونکہ یہ فکر چند افراد خانہ کی نہیں بلکہ پوری امت اسلامیہ عالم کی ہے۔

آقای کفاش زادہ نے بتایا کہ امام خمینیؒ کے آپریشن سے چند روز قبل میں قم میں تھا کہ جمعہ کو ایک بجے دن میں ڈاکٹر عارفی نے ٹیلیفون پر مجھ سے کہا کہ آپ تہران آجایئے ، میں فوراً سمجھ گیا کہ مجھے امام کی بیماری کے سلسلے میں طلب کیا جارہاہے ۔ میں فورا ہی چل پڑا اورتقریباً ساڑھے تین بجے میں تہران پہنچ گیا ۔ ڈاکٹر طبی معائنہ کے کام میں لگے ہوئے تھے۔ آخر کار اتوار کو ڈاکٹروں کی ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آپریشن کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کارنہیں ہے۔ دوشنبہ کی صبح کو انڈسکوپی اور دوسری طبی جانچ کا کام پورا ہوا اور منگل کو امام کا آپریشن ہوگیا۔

آپریشن سے قبل دس بجے رات میں ڈاکٹروں نے خون چڑھانا شروع کیا۔ گیارہ بجے تک انہوں نے آرام کیا وہ اٹھے اور وضو کے لئے گئے اور اس کے بعد انہوں نے مفصل نماز شب ادا کی جس کا پانچواں حصہ لوگوں نے ٹیلی ویژن پر دیکھا ۔ یہ پہلی رات تھی کہ نماز شب ادا کرتے وقت ان کے کمرے میں روشنی تھی اور اسی روشنی کی وجہ سے ہم لوگوں نے مخفیانہ طور پر ایک وڈیوفلم تیار کرلی

تا کہ ملت اسلامیہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ زندگی کے آخری لمحات کے دوران وہ اپنے پروردگار سے کس طرح راز و نیاز کرتے ہیں۔

آپریشن کے بعد امام خمینیؒ کی حالت ایک جیسی نہیں رہی۔ کبھی ان کی حالت بالکل ٹھیک اور کبھی انتہائی پریشان کن اور تشویش ناک معلوم ہونے لگتی تھی منگل سے جمعہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ جمعہ کے دن انہیں اسپتال کے صحن میں لایا گیا اور اس کے بعد انکی حالت نہیں سدھری۔ سنیچر کو آٹھ بجے صبح سے ان کی حالت زیادہ بگڑتی چلی گئی۔ وہ لگاتار یہ کہہ رہے تھے۔ ''میں اپنے قلب میں حرارت محسوس کررہا ہوں'' چنانچہ میں نے گرم پانی والی تھیلی میں ٹھنڈا پانی بھرا اور اسے امام کے قلب پر رکھ دیا۔ امام نے فرمایا۔ ''اب کچھ آرام ہے'' میں نے پوچھا۔ ''پانی پینے کو جی چاہتا ہے'' انہوں نے کہا۔ ''ہاں'' میں فوراً تازہ پھلوں کا رس ان کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔ '' ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہے۔'' امام نے دو تین گھونٹ نوش فرمایا اور رس کے بعد کہنے لگے اس سے زیادہ نہیں پی سکتا ہوں۔

تقریباً سات بجے شب میں ڈاکٹر طبا طبائی آئے اور کہنے لگے۔ '' آقا کی حالت کافی حد تک ٹھیک ہورہی ہے۔ میں نے انکی یہ بات سن کر ہی کہا '' خدایا! امام کو شفا حاصل ہوجائے میں اپنا سارا سرمایہ تیری راہ میں خرچ کردوں گا۔''

آٹھ بجکر دس منٹ پر آقا کو مخصوص حفاظتی کمرے میں لے آئے، میں نے ان کے کان میں کہا۔ آقا نماز کا وقت ہے۔ آقای انصاری آتے ہیں آپ وضو کرلیجئے۔ آقا نے ابرو سے ایک اشارہ کیا۔ ڈاکٹر الیاسی نے کہا۔'' آقا تمام باتیں سن رہے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے ہیں۔'' اس کے بعد ہم لوگوں نے دیکھا کہ امام داہنے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کررہے ہیں ہم لوگوں کا خیال تھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔

رات میں دس بجکر بیس منٹ پر وہ بدترین گھڑی آگئی، ڈاکٹروں نے بتایا کہ امام کا بلڈ پریشر صفر ہوگیا ہے۔ ان کے بیٹے احمد خمینی آئے اور تھوڑی دیر تک امام کے قریب بیٹھ کر گریہ کرتے رہے۔ اس کے بعد گھر کے سبھی لوگ آگئے اور گریہ وزاری کی آواز بلند ہوگئی۔ ہر در و دیوار سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ یہ ہم لوگوں کی زندگی کی بدترین لمحات تھے۔ اس کے بعد یہ طے ہوا کہ امام کو غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے۔ ہم لوگوں نے انکے جسم کو کندھوں پر اٹھایا اور اسی چھوٹے اور معمولی سے مکان میں لے آئے جہاں وہ بڑی بڑی شخصیتوں سے ملاقات کیا کرتے تھے اور وہ لوگ انکی دست

بوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ ان کے جسد کو ایک معمولی سے تخت پر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد آقای توسلی امام جمارانی اور حاج آقا احمد خمینی نے امام کو غسل دیا اور کفن پہنا کر ان کا جنازہ تیار کردیا۔

وفات کے بعد ایک بار پھر جماران میں امام کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے جنازہ کو دفن کرنے کے لئے بہشت زہرا لے گئے لیکن غیر معمولی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے تدفین نہ ہوسکی اور جنازہ کو دوبارہ جماران واپس لانا پڑا۔ میرے علاوہ آقای میریان، الحاج عیسیٰ، آقای توسلی، آقای صدوقی، آقای صانعی اور آقای جمارانی بھی وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ امام کا کفن بالکل پھٹ گیا تھا۔ ہم لوگوں نے انہیں دوسرا کفن پہنایا۔ اس کے بعد ان کے جنازہ کو بہشت زہرا میں سپرد خاک کردیا گیا۔